ایران سعودی کشمکش

تشخیص، تدارک اور ذمہ داریاں

قاری محمد حنیف جالندھری
ناظم وفاق المدارس العربیہ پاکستان

اس وقت سعودی عرب اور ایران کے مابین جو کشمکش ہے وہ کافی تشویش ناک ہے اور آئے دن کشیدگی بڑھتی جا رہی ہے اور اس کشیدگی نے رفتہ رفتہ پورے عالم اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور آنیوالے دور میں اس کی شکل مزید بھیانک ہونے کا خدشہ ہے اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کوئی درد دل رکھنے والا مسلمان اس صورت حال سے لاتعلق رہ سکتا ہے لیکن یہ صورت حال اچانک پیدا نہیں ہوئی اور نہ ہی یہ کوئی چوبیس گھنٹے میں یا ایک دن میں یا ایک ہفتے میں پیدا ہوئی، عالم اسلام کو گذشتہ کئی برسوں سے اس صورتحال کا سامنا ہے۔

لبنان ہو یا یمن ہو شام ہو یا عراق ہو، بحرین ہو یا سعودی عرب ہو ان تمام ممالک میں ایک عرصے سے ایک منظم منصوبہ بندی کے تحت قتل و غارت گری اور فرقہ وارانہ کشیدگی اور باہمی کشمکش کا جو ماحول بنایا جا رہا ہے وہ انتہائی افسوسناک ہے اور ہم سب کیلئے لمحہ فکریہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ کہنا تو بہت آسان ہے کہ اسے شیعہ سنی رنگ نہ دیا جائے، اسے فرقہ وارانہ لڑائی نہ کہا جائے، اس جنگ کو ایران اور سعودی عرب کی سرحدوں سے باہر نہ نکالا جائے لیکن بدقسمتی سے ایسا عملاً ممکن نہیں۔ ہماری خواہش یہی ہے اور ہونی بھی چاہئے، ہماری کوشش یہی ہے اور یہی ہونی چاہئے کہ اس کو فرقہ وارانہ رنگ نہ دیا جائے لیکن یہ ایک زمینی حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ قضیہ فرقہ وارانہ رنگ اختیار کر چکا ہے اور ہر گزرتے دن کے ساتھ اس کی سنگینی میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ آگ پھیلتی ہی جا رہی ہے۔

اس وقت پاکستان ایک عجیب دوراہے پر کھڑا ہے۔ پاکستان کیلئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا ہے کہ اس صورتحال میں کیا حکمت عملی اپنائی جائے۔ ایسے میں ہمیں پاکستان کا مفاد دیکھنا

ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ عساکر پاکستان نے جس طرح عالم اسلام کی اکثریت کے ساتھ چلنے کا فیصلہ کیا اور پاکستان کی سیاسی اور عسکری قیادت نے جس طرح حرمین شریفین کے دفاع کے عزم کا اظہار کیا یہ انتہائی دانشمندانہ فیصلہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کو مزید آگے بڑھ کر اپنا قائدانہ کردار ادا کرنا چاہیے' اس وقت دنیا کی نظریں ترکی اور پاکستان پر لگی ہوئی ہیں ان دونوں ممالک پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ فوری طور پر کل جماعتی قومی کانفرنس طلب کی جائے جس میں پاکستان کی مذہبی' سیاسی اور عسکری قیادت سر جوڑ کر بیٹھے اور اس مسئلے کا حل سوچے۔ خاص طور پر میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت مذہبی قیادت پر سب سے بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ مذہبی قائدین اور علماء وذاکرین کوشش کریں کہ اس کشمکش کی بنیاد پر کم از کم پاکستان میں فرقہ واریت کو ہوا نہ دی جائے۔

ہمارے ہاں رفتہ رفتہ یہ سوچ پروان چڑھ رہی ہے کہ جو آدمی ہمارے فرقے' مسلک اور مذہب کا ہے اسے ہزاروں اور لاکھ قتل بھی معاف' وہ دہشت گرد نہیں بلکہ امن پسند ہے اور دوسرے فرقے' مسلک اور مذہب کا آدمی کیسا ہی کیوں نہ ہو وہ دہشت گرد ہی ہے ہمیں یہ سوچ تبدیل کرنی ہوگی اور یہ طے کرنا ہوگا کہ ہر دہشت گرد دہشت گرد ہے' باغی باغی ہے خواہ وہ حوثی ہو خواہ وہ داعش ہو یا کوئی بھی ہو۔

جب ہم دہشت گردوں کو دہشت گرد سمجھیں گے جب ہم ہر سطح پر غیر ملکی مداخلت کی نفی اور مذمت کرینگے' جب سب مل کر شر پسند عناصر کو توسیع پسندی سے باز رکھنے کی کوشش کرینگے' تب ہی انصاف ہو سکے گا اور عالم اسلام کو موجودہ بحرانی کیفیت سے نجات دلائی جاسکے گی۔

علمائے کرام' مذہبی قیادت' سیاسی قیادت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر سطح پر کوشش کریں کہ اس کشمکش کو انصاف اور عدل کی نگاہ سے پیش کیا جائے مسلک اور نظریے کی بنیاد پر نہ پیش کیا جائے' دوسرے ملکوں کے داخلی معاملات میں مداخلت کو شیعہ سنی لڑائی کا نام نہ دیا جائے اور خاص طور پر پاکستان اپنے بہتر مستقبل اور اپنے مفاد میں کوئی بھی فیصلہ کرنے کیلئے کسی شیعہ سنی بیڑی کا

پابند نہ رہے۔

بعض لوگوں کی طرف سے سعودی عرب میں کچھ دہشت گردوں اور باغیوں کی پھانسی پر احتجاج کے درست ہونے کیلئے مزارات کے انہدام کے موقع پر کیے جانے والے احتجاج کو بنیاد بنایا جاتا ہے جو انتہائی افسوسناک ہے کہ کہاں ازواج مطہرات اور صحابہ کرام کے مزارات کا معاملہ اور کہاں دہشت گردوں اور باغیوں کی وکالت ان دونوں معاملات میں کوئی جوڑ نہیں۔ کچھ لوگ پھانسیوں اور سزائے موت کے خلاف سراپا احتجاج ہیں ان سے پوچھا جانا چاہئے کہ کیا سعودی عرب کی موت سزائے موت ہوتی ہے اور وہاں کی پھانسی ہی انسانوں کی جان لیتی ہے، دیگر ممالک کی سزائے موت پر خاموشی کیوں اختیار کی جاتی ہے اور دیگر ممالک میں پھانسی کے پھندوں پر جھولتی نعشیں جن میں بہت سی نعشیں پاکستانیوں کی بھی ہوتی ہیں ان کو دیکھ کر آنکھیں کیوں موندھ لی جاتی ہیں؟

اس وقت کا ایک اور المیہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو بظاہر وحدت واخوت کے راگ الاپتے ہیں، دوسروں کو غیر جانبداری کے درس دیتے ہیں، جو دوسروں کو تو یہ کہتے ہیں کہ حقیقت پسند بنو، مسلک سے بالاتر ہو کر بات کرو لیکن ان کی خود اپنی گفتگو حقیقت پسندی پر مبنی نہیں ہوتی، ان کی اپنی گفتگو کے ایک ایک لفظ اور ہر ہر حرف سے یہ اندازہ ہو رہا ہوتا ہے کہ وہ مسلک کی بنیاد پر ہی وکالت کر رہے ہیں، اپنے فرقے کی ترجمانی کر رہے ہیں اور اپنے محسن ممالک کا دفاع کر رہے ہیں، آپ ٹی وی مباحثوں اور مذاکروں میں ہونے والی گفتگو سے خود اندازہ لگالیں تو آپ کو قول وفعل کا تضاد واضح نظر آئیگا، دوسروں کو مسلک سے بالاتر ہونے کی تلقین کرنے والے بدترین مسلکی تعصب کا مظاہرہ کرتے دکھائی دیں گے۔

اس وقت دنیا میں جو شیعہ سنی صورت حال ہے یا پاکستان میں جو قتل وغارت گری ہے ہمیں ٹھنڈے دل ودماغ سے سوچنا ہوگا کہ اس کے اسباب کیا ہیں؟ اس کے محرکات کیا ہیں؟ اس کے عوامل کیا ہیں؟ ہم جب ردعمل کو دیکھتے ہیں تو عمل کو بھی دیکھنا چاہیے کہ کیا پاکستان اور عالم

اسلام کے اکثر ممالک بعض ممالک کے توسیع پسندانہ عزائم کی زد میں نہیں ہیں؟ کیا وہ اپنے افکار نظریات اور مسلک کو دوسرے ملکوں میں پرموٹ کرنے کی کوشش نہیں کر رہے؟ کیا پاکستان اور دیگر کئی ملکوں کے اندر قابل اعتراض لٹریچر اور اسلحہ نہیں بھیجا گیا؟ کیا مختلف انداز سے مداخلت نہیں کی جا رہی؟ یہ بات اپنی جگہ بالکل درست اور نا قابل انکار حقیقت ہے کہ شیعہ تنظیموں اور شیعہ افراد کے رابطے ایران کے ساتھ ہوتے ہیں اور دوسری طرف کے لوگوں کے سنی ممالک کے ساتھ رابطے ہوتے ہیں ہمیں ایک غیر جانبدارانہ اور منصفانہ تجزیہ کرتے ہوئے اپنے ماحول کو بہتر رکھنے کیلئے حکمت عملی وضع کرنا ہوگی لیکن اس کیلئے یہ ضروری ہوگا کہ ہم انصاف کی نظر سے دیکھیں، فریق بن کر نہیں رفیق بن کر سوچیں، ہم زبان سے تو کہیں کہ رفیق ہیں، تجزیہ ہمارا ایسا ہو جو فریق ہونے کی دلیل ہو، تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ منصفانہ نہیں ہوگا۔ آج کسی کی آنکھوں میں دھول نہیں جھونکی جاسکتی، دنیا سب کچھ دیکھ رہی ہے کہ کس کے کیا عزائم ہیں؟ کیا صورت حال ہے؟ اور کن بنیادوں پر اقدامات اٹھائے جاتے ہیں اور کن اصولوں پر پالیسیاں تشکیل دی جاتی ہیں؟۔ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم اس کشیدگی کو ہر سطح پر کم کرنے کی کوشش کریں۔ ہم تحمل اور برداشت اور رواداری کو فروغ دیں۔ آج دشمن نے جو آگ لگائی ہے ہم اپنے وطن اور اپنی سوسائٹی اور معاشرے کو اس آگ سے بچانے کی کوشش کریں۔

ہم اس آگ کو بجھانے والے لوگ ہیں، آگ لگانے والے لوگ نہیں ہیں ہم تو سب کا احترام کرتے ہیں سب کو مانتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ دشمن اور طاغوتی طاقتوں کی سازشیں تب ناکام ہوں گی جب ہمارے درمیان اتحاد ہوگا اور اتحاد محض زبانی نہیں بلکہ عملی ہوگا، ہم میں سے جو لوگ وحدت کا اعلان اور دعویٰ کرتے ہیں، مگر ان کا عمل وحدت کا نہیں افتراق امت کا باعث بن رہا ہے، ہمیں اس سے گریز کرنا ہوگا اور امن واستحکام اور بھائی چارے کو فروغ دینے اور پُر امن بقائے باہمی یعنی جیو اور جینے دو کی پالیسی کو رواج دینے کی کوشش کرنی ہوگی

☆......☆......☆